شذرات

اس ماہ ہمارے ایک محترم بزرگ جن کا شاہ ولی اللہ اکیڈمی سے قریبی تعلق تھا بلکہ ایک گونہ اس کے مؤسس بھی تھے ہم سے رخصت ہوگئے، یہ ہیں جناب ڈاکٹر شیخ محمد اکرام صاحب مرحوم و مغفور۔ ۱۹۶۳ء کا ذکر ہے کہ حیدرآباد سندھ میں شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے قیام کا مسئلہ اہل علم حضرات کے سامنے پیش آیا۔ اس کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ قصبہ سجاول ضلع ٹھٹھہ میں ٹیاری سادات کا ایک مشہور خاندان موجود ہے، اس کے ایک بزرگ الحاج سید عبدالرحیم شاہ تھے جن کا ۱۹۴۷ء میں انتقال ہوا ہے ان کی زندگی ہی میں ان کی زوجۂ محترمہ نے اپنے حصہ کی زرعی زمین کا ایک بہت بڑا رقبہ وقف محمد رحیم شاہ کی صورت میں منتقل کر دیا اور وقف کی ایک شرط یہ رکھی کہ اس کی آمدنی میں سے شاہ ولی اللہؒ کے اسلامی فلسفہ کی نشر و اشاعت کی جائے۔ سیّد محمد رحیم شاہ جن کے نام سے یہ وقف کیا گیا تھا الحاج سید عبدالرحیم شاہ کے والد بزرگوار تھے۔ جب ۱۹۶۳ء میں مذکورہ وقف کی بناء پر اکیڈمی کے تاسیس اور قیام کی تحریک شروع ہوئی تھی تو خوش قسمتی سے مغربی پاکستان کے محکمہ اوقاف کے سکریٹری اور ناظم اعلیٰ جناب شیخ محمد اکرام تھے، جب ان کے سامنے یہ تحریک پیش ہوئی تو مرحوم نے اکیڈمی کے قیام اور اسے کم سے کم مدّت میں باقاعدہ ادارہ کی شکل دینے اور کام شروع کرنے کے قابل بنانے میں بڑی عملی دلچسپی لی اور ہر مرحلہ میں رہنمائی فرمائی اور اکیڈمی کی بنیاد رکھی۔ جہاں تک یہ اکیڈمی پاکستان، اسلام اور مسلمانوں کی کوئی خدمت کرسکی ہے تو اس سلسلہ میں وقف کے اہل کاروں کے ساتھ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام صاحب مرحوم و مغفور کی مذکورہ کوششوں کا بھی ضرور ذکر آتا ہے گا، جن کی بدولت شاہ ولی اللہ اکیڈمی

کا وجود ممکن ہوا اور وہ آج ایک فعال ادارہ کی شکل میں کام کر رہی ہے۔ اس ماہ کی ۵ار تاریخ کو اکیڈمی کے آفس میں محکمہ اوقاف سندھ کے ناظم اعلیٰ اور سکریٹری جناب سید قطب علی شاہ صاحب حسینی کے زیرِ صدارت شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے بورڈ کے ڈائریکٹروں کا ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں مرحوم ڈاکٹر شیخ محمد اکرام کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا گیا اور ان کی نمایاں علمی اور ادبی خدمتوں کو سراہتے ہوئے ان کے حق میں دعائے مغفرت کی گئی اور ان کے پسماندگان کے ساتھ شریکِ غم ہونے کا اظہار کیا گیا۔

شیخ صاحب کی اکیڈمی سے وابستگی نہ صرف اوقاف کی نظامتِ اعلیٰ کے دوران رہی بلکہ بعد میں بھی اس تعلق میں کوئی فرق نہیں آیا، مرحوم جب کبھی لاہور سے کراچی جاتے تھے یا حیدرآباد آتے تھے تو اکیڈمی کے دفتر میں تشریف لاتے تھے، اس کی علمی لائبریری کی کتابوں کو دیکھتے، کارکردگی کے متعلق استفسار فرماتے اور اپنے مفید علمی اور ادبی مشوروں سے مستفید کرتے۔ مرحوم کی ساری زندگی علم وادب کی خدمت اور تصنیف و تالیف میں بسر ہوئی۔ دُعا ہے کہ اللہ پاک مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں شیخ صاحب مرحوم کے قریبی واقف کار، احباب اور متعلقین سے گزارش ہے کہ ان کی حیات، علمی اور ادبی خدمتوں پر ایک مفصل مقالہ لکھ کر اگر اکیڈمی کو بھیجا جائے تو اس کو شکریہ کے ساتھ اکیڈمی کے مجلّہ "الولی" میں جگہ دی جائے گی۔

شاہ ولی اللہ اکیڈمی کو قائم ہوئے کوئی زیادہ عرصہ نہیں ہوا لیکن اس قلیل عرصہ میں اس نے جو ملک اور قوم کے لئے علمی اور ادبی کام کیا ہے، اس کا اندازہ اس کی مختلف زبانوں عربی، فارسی، سندھی، اردو اور انگریزی میں مطبوعات سے ہو سکتا ہے چالیس تک کتابیں شائع ہوئی ہیں اور ان میں سے اکثر فروخت ہو کر دوبارہ چھپ رہی ہیں۔ اور سندھی۔ اردو میں دو ماہنامے الرحیم اور الولی ہر ماہ باقاعدگی سے